

کیفیتِ حال و مقام

شیخ ہجویری اور شہاب الدین سہروردی حنفی علیہما کی آراء کا جائزہ

A Comparative Study of Shaikh Hajveri's and Shahab-u- Din Soharvardi's Approaches to Haal and Maqaam

Dr. Muhammad Naeem Anwar

Assistant Professor of Arabic and Islamic Studies,
Government College University, Lahore

Abstract

For self-awareness, various stages are known as Maqamat or the 'stations' which are attainable through continuous spiritual practices and sincere efforts. While 'haal' or state can only happen by the grace of Allah 'maqam' represents a spiritual station, where the seeker finds him after sincerely treading the spiritual path for a while. However, haal occurs spontaneously as a spiritual gift. The author has tried to compare the concepts of the famous Sufi scholars regarding the theory of state and station in Sufism.

Key Words: Self-awareness, Station, Spiritual, Practices, State, Grace, Seeker, Gift, Maqamat, Haal

حال در حقیقت اس کیفیت کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کے قلب پر طاری ہو، یہ کیفیت

بغیر کسب و عبادت اور ریاضت کے قلب پر وارد ہوتی ہے، اسے نہ تو اپنے اختیار سے دور کیا جاسکتا ہے اور نہ مجاحدہ و ریاضت سے حاصل کیا جاسکتا ہے، لہذا تمام احوال وحی ہوتے ہیں جبکہ مقامات کسی ہوتے ہیں۔ میر سید شریف جرجانی اہل حق و معرفت کے نزدیک حال اور مقام کا اصطلاحی مفہوم بیان کرتے ہوئے یہی مفہوم ان الفاظ میں لکھتے ہیں:

”والحال عند اهل الحق: معنی یرد علی القلب من غير تصنع ، ولا اجتلاح ، ولا اكتساب ، من طرب ، او حزن ، او قبض ، او بسط ، او هيبة ، ويزول بظهور صفات النفس ، سواء يعقبه المثل او لا ، فاذادام وصار ملکا ، يسمى مقاما ، فالاحوال مواهب ، والمقامات مكاسب ، والاحوال تاتي من عين الجود ، والمقامات تحصل ببذل المجهود۔“^(۱)

جبکہ امام غزالی کے بقول تمام مقامات دین تین امور پر مشتمل ہوتے ہیں، معارف، احوال اور اعمال۔

”جميع مقامات الدين انما تننظم من ثلاثة امور، معارف و احوال و اعمال“^(۲)

امام غزالی ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ اگر کوئی وصف ثابت اور قائم یعنی قیام پذیر ہو تو اسے مقام کہتے ہیں جبکہ عارضی وصف کو حال سے تعبیر کرتے ہیں:

”إنما يسمى الوصف مقاماً إذا ثبت وأقام وإنما يسمى حالاً إذا كان عارضاً سريعاً الزوالـ“^(۳)

شیخ ابو نصر سراج الطوی نے مقامات و احوال پر تفصیلاً کلام کیا ہے مقام و حال کے اصطلاحی مفہوم پر بھی کلام کیا ہے، اس حوالے سے وہ لکھتے ہیں:^(۴)

”قال الشيخ رحمه الله: فان قيل: ما معنی المقامت؟ يقال معناه مقام العبد بين يدي الله عزوجل، فيما يقام فيه من العبادات والمجاهدات والرياضات والانقطاع الى الله عزوجل، وقال الله تعالى: ذلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِي وَخَافَ وعيده:“^(۵)

وقال: وَمَا مِنَ الْأَلَّهُ مَقَامٌ مَغْلُومٌ۔“^(۶)

شیخ نے فرمایا کہ اگر کہا جائے کہ مقامات سے کیا مراد ہے؟ تو جواباً کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور

بندے کا مقام، عبادات و مجاہدات و ریاضت اور صرف رجوع الی اللہ کے ذریعے کھڑے ہو جانے اور قیام پذیر ہونے سے عبارت ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ذلک لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِنِّيْدَ اُرْفَمَايَا، وَمَا مَنَّا لَلَّهُ مَقَامَ مَغْلُومٍ۔

جبکہ احوال کا ذکر کرتے ہوئے شیخ طوسی لکھتے ہیں:

”وَأَمَا مَعْنَى الْأَحَوالِ فَهُوَ مَا يَحْلُّ بِالْقُلُوبِ، أَوْ تَحْلِبُهُ الْقُلُوبُ: مِنْ صَفَاءِ

الْأَذْكَارِ۔“^(۷)

شیخ طوسی رحمۃ اللہ علیہ بھی لکھتے ہیں کہ احوال مجاہدات اور ریاضات سے حاصل نہیں ہوتے بلکہ یہ وہی ہوتے ہیں۔ حال اور مقام کی شرح شیخ علی بن عثمان جھویری نے بڑی شرح و بسط سے کی ہے، شیخ جھویری رحمۃ اللہ علیہ کے بقول ان دونوں اصطلاحات کو عربی زبان کے لحاظ سے جانتا اور سمجھنا سہو غلط ہے، لغت میں جو اس کا مفہوم ہے وہ مشائخ کی مراد نہیں ہے، کیونکہ تو اعد و لغت عرب میں مقام (میم مضموم کے ساتھ) اقامت کے معنی میں ہے جبکہ مقام (میم مفتون) سے ”قیام“ کے مفہوم میں ہے اور یہ دونوں مفہوم صوفیہ کی مراد نہیں۔ شیخ جھویری رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

”بِدَائِكَهُ اِيْنَ دَوْلَةَ مُسْتَعْمَلٍ اَسْتَ اِنْدَرِ مِيَانِ اِيْنَ طَائِفَهُوْ جَارِي اِنْدَرِ عَبَارَاتِ شَانِ وَمَتَادِولِ

اِنْدَرِ عَلَوْمِ وَبِيَانِ مَحْقِنَاتِانِ وَطَالِبَانِ اِيْنَ عَلَمِ رَاهِ اِزِينِ چَارِهِ نِيَسْتِ اِمَاِيْنِ بَابِ نَجَائِيَ اِثَابَاتِ

اِيْنَ حَدَّهَا بُودَ اِمَاجَارَهُ بِنُودَ اِزَ مَعْلُومَ گَرْدَانِيَنِ اِبِنِ اِنْدَرِيْنِ مُحَلِّ وَبِاللَّهِ التَّوْفِيقُ وَالْعُوْنَ

وَالْعَصْمَةُ، بِدَائِكَهُ مَقَامُ بِرْفَعِ مِيْمِ اِقَامَتِ بَنَدَهُ بُودُوْنَصَبِ مِيْمِ مُحَلِّ اِقَامَتِ بَنَدَهُ اِيْنَ تَقْصِيلُ وَ

مَعْنَى دَرْلَقَظَ مَقَامَ سَهْوَسْتِ وَغَلَطِ دَرْعَبِيتِ۔“^(۸)

جاننا چاہیے یہ دونوں الفاظ (مقام و حال) اس طائفہ کے ہاں مستعمل اور انکی عبارات میں رائج ہیں، محققین کے علوم و بیان میں متداول ہیں اور طالبان راہ تصور کیلئے اتنے کے جانے کے سوا کوئی چارہ نہیں جبکہ یہ باب انکی حدود کو ثابت کرنے کی جگہ نہیں ”وَبِاللَّهِ التَّوْفِيقُ وَلَا عُوْنَ وَالْعَصْمَةُ“ جان لے کہ مقام (میم مرفوع کے ساتھ) بندہ کی اقامت ہے جبکہ نصب کے ساتھ (مقام) مکمل اقامت ہے یہ تفصیل و معنی لفظ مقام میں عربی سہوا و غلطی ہے“

شیخ جھویری رحمۃ اللہ علیہ نے مقام کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

”مَقَامُ عَبَارَاتِ اَسْتَ اِنْ اِقَامَتِ طَالِبُ بِرَادَائِيْ حَقَوقُ وَمَطْلُوبُ بِشَدَّتِ اِجْتِمَادِ وَصَحَّتِ

نیت وی۔^(۹)

مقام صحیح نیت اور مجاہدہ کے ساتھ ادا بیگنی حقوق اللہ پر اقتامت سے عبارت ہے۔

جبکہ حال کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

”حال معنی باشد کہ از حق بدل پیدا نہ دبی آنکہ از خود آن را بکسب دفع تو ان کرد چون باید و یا بتکلف بلب تو ان کرد چون بردود۔^(۱۰)

”حال وہ حقیقت ہے جو خدا کی طرف سے انسان کے دل میں آتی ہے، جب آئے تو کسب سے دفع نہیں کر سکتا اور جب جائے تو تکلف سے حاصل نہیں کر سکتا،“

جهاں تک احوال و مقامات کی تعداد اور تقسیم کا تعلق ہے تو اس میں بھی صوفیہ کا اختلاف ہے، شیخ ابو نصر سراج الطوی نے احوال و مقامات کی درجہ بندی کرتے ہوئے لکھا ہے:

”وقال: سئل ابو بکر الواسطی رحمه الله عن قول النبي ﷺ الارواح

جنود مجندة“

قال: ”مجندة“ علی قدر لاما مقامات، والمقامات مثل التوبة والورع والزهد والفقرو الصبر والرضا والتوكيل وغيره ذلك۔^(۱۱)

شیخ سراج الطوی نے فرمایا: کہ حضرت شیخ ابو بکر الواسطی سے رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی بابت پوچھا گیا (الارواح جنود مجندة) تو فرمایا: ”مجندة“ مقامات کے لحاظ سے ہے، اور مقامات یہ ہیں، توبہ، ورع، زهد، فقر، صبر، رضا، توكیل وغیرہ۔

اسی طرح شیخ سراج الطوی نے حسب ذیل احوال صوفیہ کا ذکر کیا ہے:

”حال المراقبة، حال القلوب، حال المحبة، حال الخوف، حال الرجاء، حال الشوق، حال الانس ، حال الطمانيت، حال المشاهدة، حال اليقين۔^(۱۲)

شیخ علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے احوال و مقامات کے حوالے سے صوفیہ کے اختلاف کو بھی ذکر کیا ہے، اسی طرح اس امر کی بھی نشاندہی کی ہے اہل معرفت کے نزدیک کسی ایک مقام کا حق ادا کیے بغیر کسی اور مقام کو پالیں ممکن نہیں، یعنی پہلا مقام توبہ ہے، اس کے بعد انبات، پھر زہد پھر توکل وغیرہ، یہ رو انہیں ہے کہ بغیر توبہ کے انبات کا دعویٰ کرے یا بغیر انبات کے زحد تک رسائی مل جائے۔ شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”وقت گزاردن و رعایت کردن وی مرآن مقام را تا کمال آن را ادا کر کند چنانکہ صورت بندو برآدمی و روانباشد که از مقام خود اندر گزارد بی ازانکه حق آن بکذار دچنانکه ابتدائی مقامات توبہ باشد آنگاه انا بت آنگاه زهد آنگاه توکل و مانتدا یز و روانباشد که بی توبہ وی دعوی انا بت کند و بی انا بت دعوی زهد کند و بی دعوی توکل کند و ندای عزو جل مارا خبرداد از جبریل علیہ السلام کہ وی گفت و ماما نالا ل مقام معلوم۔“^(۱۴)

”مقام میں حق خدا کی رعایت کرنا اور اسکا ادا کرنا اور جس قدر آدمی کو میسر ہوا س کے کمال کا ادراک کرنا اور جب تک خدا نہ گزارے، بندے کیلئے جائز نہیں کہ وہ اپنے مقام سے گزرے، مقامات کی ابتداء توبہ ہے، پھر انا بت، پھر زہد پھر توکل، اور پھر یہ بھی جائز نہیں کہ بغیر توبہ کے انا بت کا دعوی کرے اور بغیر انا بت کے زهد کا مدعا بنے اور بغیر زهد کے توکل کا اور اللہ عزوجل نے جبرا نیل علیہ السلام سے ہمیں خبر دی۔

”و ماما نالا ل مقام معلوم۔“^(۱۵)

یعنی ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کیلئے کوئی مقام معلوم نہ ہو،

شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ آیت سے جہاں مقامات کی ترتیب کے قیام کو واضح کیا ہے، وہیں دوسرے مقام پر اس آیت سے مقامات کی اصل کو انبیاء کرام سے بھی ثابت فرمایا ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کو اللہ پاک نے مقامات عطا فرمائے، ان تمام مقامات کو صوفیہ نے اپنے مذهب میں شامل کر لیا، شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے قول جب بھی اس راہ حقیقت کا طالب کسی مقام کو عبور کرے گا تو لازماً پہلے مقام کو چھوڑ کر کسی ایک مقام پر قائم ہو گا جو اس کے واردات کا مقام ہے، لہذا تمام انبیاء کا کوئی نہ کوئی خاص مقام تھا۔ مقامات انبیاء کی وضاحت کرتے شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”چنانکہ نہ اوند تعالیٰ مارا خبرداد از وقلمقس گفت و ماما نالا ل مقام معلوم پس مقام آدم علیہ السلام توبہ بود و ازان نوح علیہ السلام زهد و ازان ابراہیم علیہ السلام تسلیم و ازان موسی علیہ السلام انا بت و ازان داد علیہ السلام حزن و ازان عیسیٰ علیہ السلام رجاء و ازان مجی علیہ السلام خوف و ازان پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ذکر۔“^(۱۶)

”جیسا کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

”و ماما نالا ل مقام معلوم“

ہم میں سے کوئی بھی نہیں جسکے لیے کوئی مقام معلوم نہ ہو

جیسے حضرت آدم علیہ السلام کا مقام تو بھا، حضرت نوح علیہ السلام کا مقام زھد تھا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام تسلیم و رضا تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقام انا بت تھا، حضرت داؤد علیہ السلام کا مقام حزان تھا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقام امید و رجا تھا، حضرت یحییٰ علیہ السلام کا مقام خوف جبکہ ہمارے پیغمبر ﷺ کا مقام ذکر تھا۔“

شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ ایک مقام کا کامل ادراک کر لینے اور اس پر مضبوط و مستحکم ہونے سے پہلے دوسرے مقام کا دعویٰ درست نہیں، ان کی عبارات اس مفہوم پر واضح ہیں، جبکہ شیخ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے اس امر میں مشانخ کے اختلاف کا ذکر کیا وہ لکھتے ہیں کہ بعض مشانخ ایک مقام میں کامل پیشگوی و استحکام کے بغیر دوسرے مقام میں منتقلی کو جائز سمجھتے ہیں، جبکہ ایک گروہ اس کو ناجائز کہتا ہے، اس اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے شیخ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”وَالْخِلَافُ الْمُشَايِخُ فِي أَنَّ الْعَبْدَ هُلْ يَجِوزُ لَهُ أَنْ يَنْتَقِلَ إِلَى مَقَامٍ غَيْرِ مَقَامِهِ

الَّذِي هُوَ فِيهِ قَبْلًا حَكْمُ مَقَامِهِ قَالَ بَعْضُهُمْ: لَا يَنْبُغِي أَنْ يَنْتَقِلَ عَنِ الدُّرْجَةِ

هُوَ فِيهِ دُونَ أَنْ يَحْكُمَ حَكْمَ مَقَامِهِ

وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا يَكْمُلُ الْمَقَامُ الَّذِي هُوَ فِيهِ إِلَّا بَعْدِ تَرْقِيَةِ إِلَى مَقَامٍ فَوْقَهُ،

فَيَنْظُرُ مِنْ مَقَامِهِ الْعَالِيِّ إِلَى مَادُونَهُ مِنَ الْمَقَامِ فَيَحْكُمُ امْرَ مَقَامِهِ۔“^(۱۶)

”صوفیہ کا اس امر میں اختلاف ہے کہ آیا بندے کیلئے یہ رو اور جائز ہے کہ وہ اپنے موجودہ مقام میں استحکام اور مضبوطی سے قبل ہی دوسرے مقام کی طرف منتقل ہو جائے؟؟ بعض اسے جائز سمجھتے ہیں اور بعض نہیں۔

ان میں سے ایک نے فرمایا: اپنے مقام کے مستحکم ہونے سے پہلے دوسرے مقام کی طرف منتقل ہونا جائز نہیں،“

کسی اور بزرگ نے فرمایا:

کوئی بھی طالب اپنے موجودہ مقام کو اسوقت تک مکمل نہیں کر سکتا جب تک وہ اپنے مقام سے اگلے مقام تک نہ پہنچ جائے، کیونکہ جب وہ اوپر کے مقام سے نچلے مقام کا مشاہدہ کرے گا تو اس وقت اسے نچلا مقام مستحکم معلوم ہوگا،“

شیخ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اس اختلاف کا ذکر کرنے کے بعد اس کا حل بھی بتاتے ہیں، کہ کس طرح صوفیہ کے اس اختلاف کی خلیج کو می ختم کیا جاسکتا ہے، اپنے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے شیخ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ مزید لکھتے ہیں:

”والاولی ان يقال: وَاللهُ أعلم: الشَّخْصُ فِي مَقَامِهِ يُعْطَى حَالًا مِنْ مَقَامِ الْأَوَّلِ
عَلَى الَّذِي سُوفَ يَرْتَقِي إِلَيْهِ، فَيُوجَدُ أَنَّ ذَلِكَ الْحَالَ يَسْتَقِيمُ امْرُ مَقَامِهِ
الَّذِي هُوَ فِيهِ وَيَتَصَرَّفُ الْحَقُّ فِيْهِ كَذَلِكَ، وَلَا يَضَافُ الشَّيْءَ إِلَى الْعَبْدِ أَنْ
يَرْتَقِي أَوْلَى يَرْتَقِي، فَإِنَّ الْعَبْدَ بِالْأَحْوَالِ يَرْتَقِي إِلَى الْمَقَامَاتِ، وَالْأَحْوَالِ
مَوَاهِبُ تَرْقَى إِلَى الْمَقَامَاتِ الَّتِي يَمْتَرِجُ فِيهَا الْكَسْبُ بِالْمَوْهَبَةِ، وَلَا يَلُوحُ
لِلْعَبْدِ حَالٌ مِنْ مَقَامٍ أَعْلَى مِمَّا هُوَ فِيهِ الْأَوَّلُ وَقَدْ قَرُبَ تَرْقِيَّهِ إِلَيْهِ، فَلَا يَزَالُ الْعَبْدُ
يَرْقَى إِلَى الْمَقَامَاتِ بِزَانِدَ الْأَحْوَالِ۔“ (۱۷)

”بہر حال اس مسئلہ میں اختلاف ہے، اسکا مناسب حل یہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کو اس کے مقام میں ایک حال عطا کیا جاتا ہے جو اس کے مقام سے بلند ہوتا ہے، اسکی خبر اس وقت ہوتی ہے جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس حال کو پا کر اس کے موجودہ مقام کا معاملہ صحیح ہوا ہے، یہ صرف تصرف خداوندی ہے، بندے کا اس میں کوئی کمال نہیں اور نہ ہی بندے کی طرف سے کسی چیز کا اضافہ ہوتا ہے، اب چاہے بندہ ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف ترقی کرے نہ کرے، اسکی وجہ یہ ہے کہ بندہ حق اُن احوال کی بدولت ہی مقامات کی طرف ترقی کرتا ہے جو عطیہ خداوندی ہوتے ہیں یہ وہ مقامات ہیں جہاں تدیر و تقدیر کا باہم امترانج ہوتا ہے، اسے اعلیٰ مقام سے کوئی حال اس وقت دکھائی دیتا ہے، جب اسکی ترقی کا وقت قریب آجائے، اس وقت ان بلند مقامات کی طرف اپنے زائد احوال کے ساتھ ترقی کرتا ہے،“

اس تلقین کو ذکر کرنے کے بعد شیخ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ مزید یہ بھی لکھتے ہیں کہ ایک ہی وصف میں حال اور مقام دونوں کا اشتراک ممکن ہے، یعنی حال اور مقام ایک دوسرے کے اندر داخل ہیں۔ شیخ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”فَعَلَى مَا ذُكْرَنَا۔ يَنْضَحُ تَدَالِعُ الْمَقَامَاتِ وَالْأَحْوَالِ حَتَّى التَّوْبَةِ، وَلَا

تعریف فضیلۃ الافیہا حال و مقام، وفی النہد حال و مقام، وفی التوکل حال
و مقام، وفی الرضا حال و مقام۔”^(۱۸)

”پس جو کچھ ہم نے بیان کیا اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ مقامات اور احوال ایک دوسرے
میں داخل ہیں، حتیٰ کہ توبہ (تک یہ ہی صورت حال ہے)، کوئی فضیلۃ الیسی نہیں جس میں
حال اور مقام موجود ہو۔ زہد میں بھی حال اور مقام موجود ہے۔
توکل میں بھی حال اور مقام موجود ہے۔ رضا میں بھی حال اور مقام موجود ہے۔“

صوفیہ کے احوال و مقامات پر سید حسین نصر^(۱۹) نے بڑی شرح و بسط سے کلام کیا ہے، انہوں نے
احوال و مقامات کو تاریخی لحاظ سے بیان کیا ہے، صوفیہ کا احوال و مقامات میں جوانح تلاف ہے اس کو بھی تفصیل
سے ذکر کیا ہے۔

شیخ ابوسعید ابوالخیر کی ”مقامات الربعین“، کو انگریزی میں ترجمہ کر دیا ہے،^(۲۰) ”كتاب اللمع“ کے
حوالے سے احوال و مقامات کا ذکر کرتے ہوئے اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ بعض صوفیہ احوال و
مقامات کو ایک دوسرے میں داخل کرتے ہیں جیسا کہ شیخ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے واضح ہو چکا۔ اس
حقیقت کو بیان کرتے ہوئے نظر لکھتے ہیں:

"When it comes to an actual description of the ahwal
and maqamat, there are many ways in which the Sufis
have described these steps leading from man to God.
Especially in the case of the ahwal it is hardly possible to
limit them to a set number."⁽²¹⁾

اس کے بعد کتاب اللمع میں بیان کردہ دس احوال صوفیہ کا ذکر کرنے کے بعد ”نصر“ نے لکھا:

"The above are most certainly to be considered among
the basic states, although some of them can also become
permanent, so that certain of the later sufis have included
some of these ahwal as maqamat."⁽²²⁾

اسکے بعد سید حسین نصر اس امر کی وضاحت کرتے ہیں کہ صوفیہ کے ہاں احوال و مقامات کی تعداد کے
حوالے سے ”كتاب اللمع“ کی تقسیم کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے، جنہوں نے دس احوال اور سات مقامات کا

ذکر کیا ہے۔ پھر اس کے بعد شیخ ابوسعید ابوالخیر کے مقامات اربعین بیان کرنے سے قبل سید حسین نظر لکھتے ہیں:

"One of the earliest and finest accounts of the maqamat in sufism is the Forty Stations (Maqamat-i arba'in) of the 5th/11th century Sufi master abu Sa'id ibn Ali'l-Khayr, already known to the west for his remarkable quatrains.⁽²³⁾

شیخ ابوسعید ابوالخیر کے بیان کردہ چالیس مقامات حسب ذیل ہیں:

نیت۔ انابت۔ توبہ۔ ارادت۔ مجاہدہ۔ مراقبہ۔ صبر۔ ذکر۔ رضا۔ مخالفت نفس۔ موافقات۔ تسلیم۔ توکل۔ زہد۔ عبادت۔ ورع۔ اخلاص۔ صدق۔ خوف۔ رجا۔ فتا۔ بقا۔ علم الیقین۔ حق الیقین۔ معرفت۔ جہد۔ ولایت۔ ہمت۔ محبت۔ وجود۔ قرب۔ تکریر۔ وصال۔ کشف۔ حضرت القدس۔ خدمت۔ تحریر۔ تفہید۔ انبساط۔ تحقیق۔ نہایت۔ تصوف۔

اس تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر نے بعض احوال کو بھی مقامات میں شامل کر دیا ہے، اور سب سے آخری مقام "تصوف" کو قرار دیا ہے۔

حال و مقام کے حوالے سے جہاں شیخ ابوسعید ابوالخیر کا اختلاف ذکر کیا جاتا ہے وہاں یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ اس معاملہ میں اختلاف کی بنیاد شیخ حارث بن اسد الحاسی کے مسلک صوفیہ کے بعد ظہور میں آئی، سب سے پہلے فرط انفع محسوبیہ کے سرخیل شیخ حارث الحاسی ہی ہیں جنہوں نے اس معاملہ میں اختلاف کیا۔ اسکی تفصیل شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے کشف الحجوب میں ذکر کی ہے کہ محسوبی وہ پہلے نفس ہیں جو "رضاء" کو مقامات میں شامل کرنے کے بجائے اسے احوال میں شمار کرتے ہیں، شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"بد انکه رضا نہایت مقامات است و بدایت احوال و این محلی است کہ یک طرف درکب و اجتہاد است و یکی در محبت و غلیان آن وفق آن مقام نیست و انقطعان مجاہدات ازان ست پس ابتداء رضائی خود بخود دیگفت مقام است و آنکہ اندر انتخابی رضائی خود بحق دیگفت حال ست ایشت حکم مذهب محسوبی اندر اصل تصوف رضی اللہ عنہ اما اندر معاملات غالباً نکرده است بجز آنکہ مریدان راز جر کر دی از عبارات ومعاملات کہ موسوم و خطابو دی ہر

چند اصل آن درست بودی۔^(۲۴)

”اور جان لے کر رضا مقامات کی انتہا اور احوال کی ابتداء ہے اور ”رضا“ وہ محل ہے کہ اسکی ایک طرف کسب و مجاہدے میں ہے اور دوسری طرف محبت و اشتیاق کی جانب، اس سے اوپر اور کوئی مقام نہیں اور تمام مجاہدے اسی پر ختم ہو جاتے ہیں پس اسکی ابتداء کسی جبکہ انتہا وہی ہے اب اختال اس کا ہے کہ جس نے اپنی رضا کے ابتداء میں اپنے آپ سے دیکھا تو اس نے کہا کہ مقام ہے اور جس نے اپنی رضا کی انتہا حق کے ساتھ دیکھی تو کہا یہ حال ہے، تصوف کے اصل میں حاصلی کا منہب یہ ہے، اس کے علاوہ تصوف کے معاملات میں انہوں نے کوئی اختلاف نہیں کیا، البتہ انہوں نے اپنے مریدوں کو ایسی عبادات اور معاملات میں سرزنش ضرور کی جس میں کسی قسم کا ابہام و خطأ ہوا گرچہ وہ اصل میں درست ہی کیوں نہ ہو۔“

حال اور مقام کے حوالے سے مشائخ کے اختلاف کو ذکر کرنے کے بعد بعض لطیف اشارات کا بیان بھی ضروری ہے جنکی طرف شیخ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے، شیخ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت ہی احسن طریقے سے ان دونوں کیفیات کے حوالے سے صوفیہ کی عبارات میں تضییق دی ہے اور انکے حسن و خوبی کو مزید اجاگر کیا ہے۔ شیخ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”وَتَدَاوِلُتِ السَّنَةِ الشَّيْوَىخُ أَنَّ الْمَقَامَاتِ مَكَابِسٌ، وَالْأَحْوَالُ مَوَاهِبٌ،
وَعَلَى التَّرْتِيبِ الَّذِي درجنا عليه كلها موهب، اذا لمكاسب محفوظة
بالمواهب، والمواهب محفوظة بالمكاسب، فالاحوال مواجه،
والمقامات طرق المواجه، ولكن في المقامات ظهر الكسب
وبطبيعته موهب، وفي الاحوال بطل الكسب وظهرت الموهب،
فالاحوال موهب علوية سماوية، والمقامات طرقها۔^(۲۵)“

”مشائخ کے ہاں یہ بات زبان زد عالم ہے کہ“ مقامات کسب سے حاصل ہوتے ہیں جبکہ احوال وہی ہوتے ہیں، اور انہی کے ذریعے برکات کا نزول ہوتا ہے، لہذا صحیح بات بھی یہی ہے کہ احوال عظیمہ خداوندی ہیں اور اسی ترتیب سے نازل ہوتے ہیں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا، تمام مکاسب، موهب سے محفوظ جبکہ تمام وہی کیفیات کبی کیفیات کے ذریعے محفوظ ہیں، احوال وجدانی کیفیات ہیں جبکہ مقامات وجدانی کیفیات تک رسائی کے طرق و راستے ہیں، بہرحال مقامات میں ظاہری صورت کبی جبکہ باطن میں وہ وہی ہیں، اسی طرح احوال میں

صورت یہ ہے کہ باطنی حالت کسی ہے اور ظاہری حالت وحی ہے، احوال مواہب و علویہ و سماویہ ہیں، جبکہ مقامات ان مواہب علویہ و سماویہ کے راستے ہیں۔“

اس لطیف و پر حکمت گفتگو کے بعد شیخ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ احوال و مقامات کے ثبوت کیلئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے اقوال سے استدلال کرتے ہیں، بعد ازاں احوال کی مختلف تعریفات جو مشائخ کے ہاں استعمال ہوتی ہیں، وہ ذکر کرتے ہیں، ان تعریفات کا محاکمہ بھی کرتے ہیں اور تعریفات کی خوبیوں یا خامیوں پر مختصر اظہار رائے بھی کرتے ہیں۔ شیخ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

”وقول علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ:

سلوني عن طرق السموات فاني اعرف بها من طرق الارض: اشارة الى المقامات والاحوال ، فطرق السموات التوبة والزهد وغير ذلك من المقامات ، فان السالك لهذه الطرق يصير قلبه السماويًا . وهي طرق السموات و منزل البركات ، وهذه الاحوال لا يتحقق بها الا ذوق قلب سماوي قال بعضهم الحال هو ذكر الخفي ، وهذا اشارة الى شيء مما ذكرناه، وسمعت المشايخ بالعراق يقولون: الحال ما من الله، فكل ما كان من طريق الاكتساب والاعمال يقولون: هذا ما من العبد، فإذا لاح للمرید شيء من المواهب و مواجه قالوا: هذا ما من الله، وسموه حالاً اشاره منهم الى ان الحال موهبة۔“ (۲۶)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

”تم مجھ سے آسمان کے راستے دریافت کرو کیونکہ میں انہیں زمینی راستوں کے ذریعے پر کھئے، اور ”شناخت“ کرنے کی مہارت رکھتا ہوں“

اس فرمان میں احوال و مقامات کی طرف اشادہ ہے، آسمانی راستوں سے زہد و توبہ وغیرہ جیسے مقامات مراد ہیں۔ ان راستوں کے سالک کا قلب سماوی ہو جاتا ہے، یہی آسمانی راستے نزول برکات کا ذریعہ ہیں، اور یہی احوال (بھی رکھتے ہیں) جن کا تمحقق صرف قلب سماوی کو ہوتا ہے بعض مشائخ کہتے ہیں کہ حال ذکر خنثی کا نام ہے، یہ ہماری بیان کردہ بات کی طرف اشارہ ہے، اور میں نے بعض مشائخ عراق سے سنا کہ حال وہ ہے جو اللہ کی طرف سے ہوا اور

جو اکتساب و اعمال کے ذریعے ہو، اسکے بارے کہتے ہیں کہ یہ بندے کی طرف سے ہے، اگر کسی مرید پر کوئی دھمی یا وجدانی کیفیات آئے تو کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے، اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ احوال دھمی ہوتے ہیں۔“

اسکے بعد سہروردی اس قول پر نقد کرتے ہیں کہ احوال برق کی مانند ہیں، اگر قائم رہیں تو یہ ”حدیث نفس“ ہے۔ سہروردی اس قول پر نقد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وقال بعضهم: الاحوال كالبروق، فان بقى فحديث النفس، وهذا لا يكاد يستقيم على الاطلاق وإنما يكون ذلك في بعض الاحوال فانها تطرق ثم تستلبه النفس؛ فاما على الاطلاق فلاه والاحوال لا تمتزج بالنفس كالدهن لا يمتزج بالمساء۔“ (۲۷)

”بعض کہتے ہیں کہ احوال بھلی کی طرح ہیں، اگر وہ باقی رہیں تو یہ کلام نفس ہے، بہر حال علی الاطلاق ایسا کہنا درست نہیں، بعض احوال میں ایسا ہوتا ہے کہ احوال نفس کے ساتھ نہیں مل سکتے مگر کلی طور پر ایسا نہیں، احوال بہر حال نفس کے ساتھ امترانج سے اسی طرح (پاک) ہیں جس طرح تیل پانی کے ساتھ نہیں مل سکتا،“

خلاصہ کلام

مذکورہ کلام کا حاصل یہ ہے کہ حال و مقام کے تناظر میں شیخ جویری رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان تمام امور میں اتفاق ہے مساوئے اس امر کے کہ آیا کسی ایک مقام کا حق ادا کئے بغیر کسی اور مقام کو پا لینا ممکن ہے یا نہیں۔ شیخ جویری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایسا ہونا خارج از امکان ہے جبکہ شیخ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اس میں اختلاف صوفیہ کا ذکر کرتے ہیں۔ اور اس کے امکان اور عدم امکان کے درمیان تطبیق دیتے ہیں۔



حوالہ جات

- ۱۔ جرجانی، سید شریف، کتاب التعریفات، کراچی: قدیمی کتب خانہ، ص: ۵۹
- ۲۔ غزالی، امام ابو حامد محمد بن محمد، احیاء علوم الدین، قاہرہ: ۵۵/۲
- ۳۔ غزالی، احیاء علوم الدین، ۱۲۳/۲

- ۲- الطوی، شیخ ابو نصر سراج، کتاب *المعجم*، ص: ۳۰
- ۳- ابراهیم: ۱۳
- ۴- الصافات: ۱۶۲
- ۵- الطوی، کتاب *المعجم*، ص: ۳۰
- ۶- هجویری، علی بن عثمان، *کشف الحجب*، ص: ۱۸۹
- ۷- هجویری، علی بن عثمان، *کشف الحجب*، ص: ۱۸۹
- ۸- ایضاً، ۳۱۹
- ۹- ایضاً، ۱۸۹
- ۱۰- الطوی، کتاب *المعجم*، ص: ۳۱
- ۱۱- ایضاً، ۳۰
- ۱۲- هجویری، علی بن عثمان، *کشف الحجب*، ص: ۱۸۹
- ۱۳- الصافات: ۱۶۲
- ۱۴- هجویری، علی بن عثمان، *کشف الحجب*، ص: ۳۱۹
- ۱۵- سہروردی، شیخ شہاب الدین، *عوارف المعارف*، ۲۲۶/۲
- ۱۶- ایضاً
- ۱۷- ایضاً
- ۱۸- سہروردی، شیخ شہاب الدین، *عوارف المعارف*، ۲۲۷/۲
19. Nasr, Seyyed Hossien, Living Sufism (lahore, Suhail Academy, 2005)P:56-71
20. Ibid, 66
21. Ibid, 64
22. Ibid
23. Ibid,65
- ۲۴- هجویری، شیخ علی بن عثمان، *کشف الحجب*، ص: ۱۹۰
- ۲۵- سہروردی، شیخ شہاب الدین، *عوارف المعارف*، ۲۲۵/۲
- ۲۶- ایضاً
- ۲۷- سہروردی، شیخ شہاب الدین، *عوارف المعارف*، ۲۲۵/۲

